OPEN ACCESS
SUJRIS
﴾ Swat University Journal of Religious & Islamic Studies ﴿
ISSN: 2959-5509
www.sujris.uswat.edu.pk

SUJRIS
Vol.:1, Issue: 1, Jan - June 2023 PP: 59-67

جاوید احمد غامدی کی تفسیر البیان کی روشنی میں معجزات الانبیاء کا تحقیقی جائزہ

A research review of the Miracles of the Prophets in the light of Javed Ahmed Ghamdi's Tafsir al-Bayan

Junaid Akhtar
Primary School Teacher, Education Department Swat
Email: junaid1269@gmail.com

Abstract

The miracles of prophets are significant events in religious history that serve as evidence of divine power and reinforce the faith of believers. The concept of miracles performed by prophets has been a subject of fascination and debate throughout history. In the light of Javed Ghamdi's Tafseer,Albaian this abstract will explores the idea of miracles in Javed Ahmab Ghamdi perspective. Ghamdi stresses the importance of understanding the context in which miracles were performed, and that they should not be viewed as isolated events. In the article under reference have been made to explore and highlight javeed ahmad ghamdi point of view regarding medicals of prophets.

Keywords: *Miracles, Javed Ahmed Ghamdi, Tafsir al-Bayan.*

تمہید

جاوید احمد غامدی صاحب اس دور کے معروف مفکر، دانشور اور شارح قرآن ہیں، آپ ٹیلی وژن کے اسکالر، ماہنامہ اشراق[1] کے مدیر، المورد[2] کے منتظم، جبکہ 2006ء سے 2010ء تک پاکستان اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے ہیں۔غامدی صاحب اسلام کی علمی دنیا میں ایک جانے پہچانے شخصیت ہیں جو تقریبا نصف صدی سے دین کی ترویج میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔جاوید احمد غامدی کا مغربی فکر سے متاثر ہونا، اسلامی قوانین خصوصاً جزا و سزا کے قوانین، فقہ، جہاد اور اجتہاد پر ان کی آراء مسلمہ دینی فکر کے حامل علماء کرام سے کافی مختلف ہیں۔

معجزہ کی جمع معجزات ہے۔قدیم کتب میں معجزہ کے لیے خرق عادت لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ معجزہ ایک علمی اور کلامی اصطلاح ہے۔ قرآن مجید میں مطلق لفظ" معجزہ" نہیں آیا ہے، بلکہ لفظ "آیت "بمعنی نشانی کے استعمال ہوا ہے۔اس کے علاوہ اور الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔لفظ آیت عام ہے جبکہ معجزہ خاص ہے۔ معجزے کا تعلق چونکہ ایمان سے ہے لہٰذا معجزہ کی مطلق توجیہہ ممکن نہیں۔ معجزہ خلاف قدرت عمل ہے جس کا تعلق ایمانیات سے ہے اور اس بات پر گواہی دینا مقصود ہے کہ یہ عمل قدرت الہٰی سے ہوا ہے۔انسانی عقل اس کا مکمل ادراک نہیں کر سکتی۔

CC BY

معجزہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مادۃ عَجِزَ، یَعْجِزُ عَجْزاً ہے، معجزے کے لغوی معنی ہے" کسی کام سے عاجز آنا" کسی کام کی طاقت نہ ہونا یا کسی چیز پر قدرت نہ رکھنا۔ معجزہ عجز سے نکلا ہے، جیسے عجز احمد عن العمل، احمد کام کرنے سے عاجز آگیا۔ ای کبروصار یستطیعہ فھو عاجز: یعنی اس کو کرنا بھی مشکل ہے اسے سرانجام دینے کی طاقت بھی نہیں۔

مفردات اصفہانی میں معجزہ کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

"و العجز اصله التاخر عن الشئ و حصوله عند الامر، ای موخره و صار۔۔۔۔۔۔ "[3]

اور القاموس میں ہے:

"أعجزه شيء، فاته فلانا، وجده عاجزا وصيره عاجزا والتعجيز التشبيط، والنسبة الى العجز۔۔۔۔۔۔۔"[4]

اسی طرح قرآن[5] میں بھی حضرت آدمؑ کے بیٹوں کے بارے میں ذکر ہوا ہے، کقولہ تعالیٰ:

"أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي "[6]

مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ اس کوّے کی طرح بھائی کو دفنا سکتا۔

قرآن کریم میں جابجا مختلف انبیا کرام علیہم السلام کے قصص کا تذکرہ ملتا ہے۔ قرآن کا یہ اسلوب رہا ہے کہ وہ بنی آدم کی ہدایت کے واسطے گزشتہ قوموں کے واقعات کو بطور نصیحت و وعظ کا ذکر کرتا ہے۔ اس لیے قصص الانبیاء کا موضوع حکایات بیان کرنا مقصود نہیں، بلکہ انسان ان واقعات سے غور و فکر و جستجو کرکے اللہ کی مرضیات اور نامرضیات کو پہچانے۔[7]

معجزہ حضرت صالح علیہ السلام

قرآن کریم میں اللہ حضرت صالحؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ هَٰذِهِۦ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍوَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ۔۔۔"[8]

تفسیر قرطبی اونٹنی کا معجزانہ شان بیان کرتے ہوئے لھا شرب یوم معلوم کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جس دن اونٹنی کے پانی پینے کا دن ہوتا تو اونٹنی سارا پانی پی لیتی، اور باقی جانوروں کے لیے کچھ نہ بچتا۔ اور وہ اونٹنی اتنا دودھ دیتی کے سارے قبیلوں کے لیے کافی ہو جاتا۔[9]

تفسیر مظہری" قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ "کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یعنی اب تو ایک کھلا ہوا نشان بھی تمہارے ربّ کی طرف سے تمہارے پاس آپہنچا ہے۔ حضرت صالحؑ کے بار بار اصرار سے تنگ ہو کر ان کی قوم نے یہ مشورہ کیا کہ حضرت صالحؑ سے کوئی ایسا مطالبہ کرو جس کو حضرت صالحؑ پورا نہ کر سکیں اور ہم ان کی مخالفت میں سرخرو ہو جائیں۔ آخر یہ مطالبہ کیا گیا کہ اگر آپ علیہ السلام واقعی اللہ تبارک و تعالی کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں تو کاتبہ پہاڑی کے بیچ سے ایسی اونٹنی نمودار کیجیے جو دس مہینہ کی حاملہ ہو اور قوی و تندرست بھی ہو۔[10]

جبکہ غامدی صاحب معجزہ ناقۃ اللہ کے متعلق اپنے تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

"اللہ کے حکم پر ہم نے اپنی اونٹیوں میں سے ایک اونٹنی نامزد کر دی ہے۔ یہ خدا کی نذر ہے، چنانچہ اس لحاظ سے اللہ تعالی کی اونٹنی ہے۔ تمھارے لیے یہ اللہ تعالی کے عذاب کی نشانی ہے۔ اس کو گزند پہنچاؤ گے تو سمجھ لو کہ امان کی دیوار گر گئی۔ اس کے بعد قہرالہی کے سیلاب کو کوئی چیز تمھاری بستیوں میں داخل ہونے سے نہیں روک سکے گی۔"[11]

سورۃ الشعراء کی تفسیر میں بھی سورۃ الاعراف کی طرح غامدی صاحب اپنے نظریہ پر قائم ہیں۔

"قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ"[12]

"یعنی ایک اونٹنی ہے، جسے میں نے نامزد کیا ہے۔ جس کو اللہ تعالی کی نذر کرکے نامزد کیا گیا ہے۔"[13]

غامدی صاحب نے بھی معجزہ کی ایسی تاویل پیش کی جس سے ناقۃ اللہ کی معجزانہ شان باقی نہ رہے۔

معجزات حضرت ابراہیم علیہ السلام

غامدی صاحب معجزات ابراہیمؑ میں رقمطراز ہیں: وہ بولے اگر بدلہ لینے کا ارادہ ہے تو اس کو آگ میں ڈالو، اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ چنانچہ ابراہیمؑ کو آگ میں جھونک دیا۔ تب ہم نے حکم دیا اے آگ! ابراہیمؑ کیلیے ٹھنڈی بن جا۔[14]

اللہ تبارک و تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے انبیاء کو دشمنوں سے کبھی مرغوب نہیں کرتے۔ یہ اسی وعدے کا ظہور تھا، جس سے ابراہیمؑ کے لیے آگ کو گلزار بنایا گیا تھا۔[15]

جب ابراہیمؑ نے کہا، مجھے دیکھا دو کہ کس طرح آپ مردوں کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ تو اللہ نے فرمایا چار پرندے لے کر ذبحہ کرو، پھر ہر ایک کو جدا جدا پہاڑی پر رکھ کر انھیں پکارو، تو وہ (پرندے زندہ ہو کر) تمھارے پاس آجائیں گے۔[16]

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ ماننے والوں کا مددگار ہے۔ اور اپنے خاص بندوں کی خلش دور کرنے کے لیے غیر معمولی مشاہدات بھی کرادیتا ہے۔ چار پہاڑوں کا ذکر غالباً اس لیے کیا گیا ہے کہ ابراہیمؑ کے سامنے صور پھونکنے کے بعد تمام مخلوق کے اسطرح ہر سمت سے اپنے رب کی طرف سے دوڑنے کی تصویر آجائے۔[17]

معجزہ حضرت یعقوب علیہ السلام

غامدی صاحب سورہ یوسف آیت نمبر 84 کا ترجمہ اور تشریح یوں رقم کرتے ہیں

"اور غم سے آپؑ کی آنکھیں سفید پڑ گئی تھی اور وہ گھٹا جا رہا تھا۔"

"اکثر غم والم کی شدت اور بہت روتے رہنے سے پتلیوں اور پلکوں کی سیاہی متاثر ہو جاتی ہے اور آنکھوں کے سرخ ڈورے بھی غائب ہو جاتے ہی۔ یہ اسی حالت کا بیان ہے۔"[18]

سورہ یوسف ایت 93 کے ترجمہ و تفسیر میں لکھتے ہیں:

"جاؤ میرا یہ کرتہ ساتھ لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے منہ پر ڈال دو، بینائی لوٹ آئے گی۔" آگے تشریح میں غامدی صاحب رقمطراز ہیں: "یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے جس کو سمجھنا آسان نہیں۔ ان چیزوں کا تعلق جذبات سے ہے اور وہ بھی اعلی مقام لوگوں کے جذبات، ایک طرف یعقوبؑ تو دوسری طرف یوسفؑ۔ ہم عامی اسطرح کے معاملات میں زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ سچے جذبات کی تاثیر کے کرشمے ایسی حیرت انگیز صورتوں میں میں ظاہر ہوتے ہیں کہ عقل ان کے ادراک سے قاصر رہ جاتی ہے۔"[19]

معجزہ حضرت ایوب علیہ السلام

غامدی صاحب حضرت ایوبؑ کے واقعہ میں لکھتے ہیں۔ اور ہم نے ایوبؑ پر عنایت فرمائی تھی، جب ایوبؑ نے اللہ کو پکارہ کہ میں تکلیف میں ہوں اور تو بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ رحم کی تفصیل میں لکھتے ہیں: خدا نے انھیں بڑا خاندان اور بڑی دولت دے رکھی تھی۔ اہل مشرق میں حضرت آیوبؑ جیسے درجے کا مالدار کوی اور نہیں تھا۔ جس پر شیطان اور خدا کے ایجنٹوں کو حسد

ہوا۔[20]

"اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ"[21] "

"ہم نے ہدایت کی کہ پاوں زمیں پر مارو۔ یہ تمہارے لیے نہانے اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے۔(اس سے شفا ہو جاے گی)"[22]

غامدی صاحب چشمہ پھوٹ پڑنے کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"یہ کوی متعبد بات نہیں ہے۔اکثر دریاوں کے کنارے زمیں کی بالائی سطح کو ہاتھ سے یا پاوں سے کریدا جاے تو اکثر سوتیں پھوٹ پڑتی ہیں"[23]

معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام

غامدی صاحب معجزہ عصا اور ید بیضا میں لکھتے ہیں: اور (اللہ) نے فرمایا اس (لاٹھی) کو زمین پر پھینک دواے موسیٰؑ، جب موسیٰؑ نے لاٹھی زمین پر ڈال دی تو دیکھا کہ وہ ایک سانپ ہے دوڑتا ہوا۔ پھر موسیٰؑ سے فرمایا اس کو اٹھاو اور ڈرو مت، ہم اس کو ایسا ہی کریں گے جیسا یہ پہلے تھا۔[24] اس پر موسیٰؑ نے لاٹھی زمین پر پھینکی تو وہ جیتا جاگتا اژدھا بن گیا یعنی ایسا کھلا اژدھا کہ جس میں شک کی گنجائش نہ ہو۔آیت میں ثعبان کے ساتھ مبین کی صفت اس لیے لائی گئی ہے ۔[25]

سمندر کے پھٹ جانے اور موسیٰؑ کا بنی اسرائیل کے ساتھ اس میں داخل ہونے اور بحفاظت نکلنے کے واقعے میں فرماتے ہیں:

"اصل میں فضرب لھم طریقاکے الفاظ آئے ہیں۔ عربی محاورے کے لحاظ سے ضرب طریق کے معنی راستہ بنا لینے کے ہیں لیکن اس کے استعمال میں ایک لطیف کنایہ آیا ہے جس میں حضرت موسیٰؑ کے عصا کی طرف اشارہ ملتا ہے جس کی ضرب ہی سے بحر احمر کی شمالی خلیج میں یہ راستہ بنایا گیا تھا۔"[26]

غامدی صاحب حضرت موسیٰؑ کے عصا کو پتھر پر مارنے اور اس سے چشمے جاری ہونے پر لکھتے ہیں:

"جب موسیٰؑ نے لاٹھی پتھر پر ماری تو اس سے بارہ چشمے جاری ہوئے۔ جب موسیٰؑ جزیرہ نما سینا کے بیابان میں ٹھرے جہاں لاکھوں کی تعداد میں بنی اسرائیل آکر آباد ہو چکے تھے خاص کر جب کہ مصر کی صرف ان کے رسد کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا تھا یہ اہتمام کتنا بڑا معجزہ اور کتنا عظیم احسان تھا"۔[27]

معجزہ حضرت یونس علیہ السلام

غامدی صاحب واقعہ یونسؑ کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

"جب حضرت یونسؑ اپنی دعوت کی ناقدری دیکھ کر غیرت حق کے جوش میں نکل گئے تو وہ اس وقت دریا کے کنارے پہنچ گئے جب کشتی راہ سفر پر گامزن ہونے کو تیار تھی۔"[28]

"اس زمانے کے ملاحوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ کشتی کہیں بھنور میں پھنس جاے تو وہ لوگ قرعہ ڈال کر فیصلہ کرتے کہ اس کشتی میں کوئ مجرم تو سوار نہیں۔ پھر جس شخص کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو بیچ دریا میں پھینک دیتے۔اس موقع پر قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلی۔غالبا کشتی میں سب سے ثقہ اور باوقار شخص آپؑ ہی تھے۔"[29]

"جہاں ایک مچھلی نے آپؑ کو نگل لیا تھا۔ یہ غالبا کوئی وہیل مچھلی تھی، کیونکہ اسی قسم کی مچھلی انسان کو سموچا نگل سکتی ہے۔"[30]

معجزات حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمانؑ کا ہواؤں کو مسخر کیے جانے کے متعلق غامدی صاحب کا موقف جمہور مفسرین سے مختلف ہے، لکھتے ہیں:

"تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داوٗدؑ کی بری قوت تو بہت تھی لیکن بحری قوت میں بے مثال ترقی سلیمانؑ کے دور میں ہوئی۔ انھوں نے ایسے بادبانی جہاز بنائے جو ہندوستان اور مغربی جزائر تک سفر کرتے تھے۔ اس زمانے میں سمندری ہواؤں کو کنٹرول کرنے کا ذریعہ بادبان ہی تھے۔"[31]

دوسری جگہ اپنے تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"یہ چیز چونکہ اللہ تعالی کی سکھائی ہوئی سائنس کا ثمرہ تھی، اس وجہ سے ہم نے سلیمانؑ کے لیے تند ہوائیں مسخر کی تھیں۔ جو سلیمانؑ کے حکم سے چلتی تھی۔"[32]

"مطلب یہ ہے کہ بادبانی نظام کو ایسی ترقی دینے میں کامیاب ہوئے کہ سخت سے سخت ہوائیں بھی سفر کرنے کے لیے سازگار ہو جاتی تھیں۔ آیت میں " اصاب " لفظ آیا ہے یعنی جس جگہ کو چاہتے اپنا ہدف بنا لیتے"[33]

اسی طرح سورہ سبا آیت 12 کا ترجمہ اور تشریح میں فرماتے ہیں:

"اس طرح ہم نے ہواؤں کو سلیمانؑ کے لیے کو مسخر کر دیا۔ (اس کے جہازوں کو لے کر)"

"یعنی خدمت میں لگا دیا تھا۔ ان کے لیے ہوا کا مسخر کر دینے کے معنی یہ ہے کہ ان کے بحری بیڑے اس قدر ترقی یافتہ تھے کہ سمندر میں مہینوں تک سفر کر سکتے تھے۔ یہ لمبے سفر اسی صورت ممکن ہیں کے ہوا کے کنٹرول کرنے کا نظام بھی اعلی ہو۔ جو ہر قسم کے سمندروں کے اندر ہر نوع ہواؤں کا مقابلہ کر سکے۔"[34]

معجزہ حضرت زکریا علیہ السلام

غامدی صاحب اپنی تفسیر البیان میں معجزہ حضرت زکریاؑ یوں بیان کرتے ہیں۔ اے رب! میری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں اور سر کے بال بڑھاپے سے سفید ہیں، اور میں مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا۔[35]

حضرت زکریاؑ نے ایک تو اپنے ضعف و ناتوانی کو سفارش میں پیش کیا دوسرے اپنے ساتھ زندگی بھر اپنے رب کے معاملے کو۔ غور کیجئے کہ جو سائل جس در سے کبھی محروم نہیں لوٹا ہے وہ اس پیری نادانی میں، جب کہ اس کی ہڈیوں تک کی گود خشک ہو چکی ہیں اس دروازے سے کس طرح محروم لوٹایا جائے گا۔[36]

اسی طرح سورہ ال عمران ایت 40 کا ترجمہ و تفسیر میں رقمطراز ہیں؛ کہاں سے ہو گا (بیٹا) میں تو بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے ا۔ جس طرح چاہے اسی طرح کر دیتا ہے۔ یعنی اسباب تو صرف ظاہر کا پردہ ہے اصل چیز تو اللہ تعالی کا ارادہ ہے۔ وہ جب چاہے تو دریا کو سراب بنا دے اور چاہے تو صحرا سے حباب اٹھا دے اللہ کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔[37]

معجزہ حضرت عیسی علیہ السلام

غامدی صاحب اپنی تفسیر البیان میں "انّی یکون لِی غلام" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"یہ الفاظ ایک کنواری عفیفہ ہی کی زبان سے موزوں ہو سکتے ہیں۔ کسی یوسف نامی شخص سے مریمؑ کے نکاح کی جو روایت لوقا میں نقل ہوئی ہے وہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔[38] حضرت عیسیٰؑ کے خارق عادت ولادت ہر گز دلالت نہیں کرتا کہ وہ اللہ کا جسدی ظہور ہیں یا ان میں الوہیت کہ کسی قسم کی چیز پائی جاتی ہے۔"[39]

"اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ" کی ترجمہ و تفسیر میں غامدی صاحب نے جمہور مفسرین سے الگ رائے اختیار کی ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰؑ کے حیات و نزول میں تاویل فرما رہے ہیں۔ لکھتے ہیں: جب اللہ تعالی نے عیسیٰؑ سے کہا، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں وفات کرونگا اور اپنی طرف اٹھالوں گا۔ یعنی روح قبض کرکے تیرا جسم بھی اپنی طرف اٹھالوں گا۔[40]

عیسیٰؑ کے بارے میں جو کچھ میں قرآن سے جان سکا ہوں تو قرآن کہتا ہے کہ ان کی روح قبض کی گئی اور فوراً بعد اس کا جسم اٹھالیا گیا تھا کہ یہود بے حرمتی نہ کرسکے۔ میرے خیال میں یہ منصب اور رسالت کا ناگزیر تقاضا تھا۔ اگر عیسیٰؑ کو واپس آنا ہے تو پھر یہ خاموشی کیسی ہے؟ چنانچہ قرآن میں بیان ہے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اس میں دیکھ لیجئے توفّی وفات کے لیے، جب کہ رفع اس کے بعد رفع جسم کے لیے ہے جو بالکل ظاہر ہے۔"[41]

معجزات حضرت محمد ﷺ

غامدی صاحب واقعہ شق القمر کی ترجمہ و تفسیر میں رقمطراز ہیں: ترجمہ: "وہ وقت قریب ہوا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ یعنی قیامت کی وہ گھڑی جو منکرین آخرت کے لیے اس عذاب سے شروع ہو جاتی ہے، جو اس کی تکذیب پر اصرار کے نتیجے میں اُن پر لازم آتا ہے۔ سورۂ حٰم السجدہ، آیت ۵۳ میں فرمایا ہے کہ رسول اللہؐ کے انذار کی تقویت اور آپؐ کی قوم پر اتمامِ حجت کے لیے اللہ نے دنیا میں اپنی بعض غیر معمولی جوہر دکھائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ انہی میں سے ایک نشانی چاند کے ٹکرے ہو جانے کی صورت میں ظاہر ہوئی۔[42]

جمہور مفسرین کے نزدیک آپؐ کا واقعہ معراج روح مع جسد تھا لیکن غامدی صاحب اسے جسمانی نہیں مانتے۔

"سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ" کے ترجمہ و تفسیر میں رقمطراز ہیں:

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو مسجد حرم سے اس دور کی مسجد بیت المقدس تک لے گئی۔

"یہاں لفظ رؤیا آیا ہے رؤیا کا مشاہدہ چشم سر کے مشاہدے سے زیادہ قطعی، زیادہ وسیع اور اس سے ہزار درجہ گہرا ہوتا ہے۔ آنکھوں کو تو مغالطہ پیش آسکتا ہے لیکن رویہ صادقہ مغالطے سے پاک ہوتی ہے آنکھ ایک محدود دائرے میں دیکھ سکتی ہے لیکن رویا بیک وقت نہایت وسیع دائرے پر محیط ہو جاتی ہے، جبکہ آنکھ حقائق اور معانی کے مشاہدے سے قاصر ہے۔"[43]

آپؐ کو ایک رؤیا دکھایا گیا تھا جس میں ایک روحانی تجربے میں بیت الحرام سے بیت المقدس تک کا سفر کیا۔ اس کو اصطلاح میں معراج کہا جاتا ہے یہ ایک رؤیا تھا جو آپؐ کو دکھایا گیا تھا جس میں کوئی جسمانی انتقال نہیں ہوا تھا۔ دیکھانے کا مقصد یہ تھا کہ آپؐ کی امت سارے کے سارے علاقے میں پھلیے گی اور ایک عظیم سلطنت وجود میں آئی گی دونوں شہروں (بیت المقدس اور مسجد حرام) کی امانت آپؐ کے سپرد کی جائے گی۔"[44]

نتائج البحث:

1. جاوید احمد غامدی صاحب مغربی فلسفہ سے متاثر نظر آتے ہیں۔اپنی تفسیر میں بعض فقہی مسائل میں آپ جمہور مفسرین کی رائے سے اختلاف قائم کرتے نظر آتے ہیں۔غامدی صاحب قرآن کریم کی تفسیر و تشریح کے لیے عربی زبان کو بنیادی ماخذ مانتے ہیں۔آپ نے اپنی تفسیر میں بعض معجزات میں کلام کیا ہے۔ ذیل میں جاوید غامدی کا معجزات الانبیاء کے متعلق خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔
2. جاوید احمد غامدی معجزہ حضرت صالحؑ کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ عام سی اونٹنی تھی، جو اللہ تعالی نے ان کو وعدہ میں آزمانے کے لیے مختص کی، کہ اس کو بطور اللہ کی اونٹنی سمجھو اور اس کا احترام کرو۔
3. معجزات ابراہیم علیہ السلام میں غامدی صاحب جمہور مفسرین کے اس بات سے متفق نظر آتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کو واقعتاً آگ میں ڈالا گیا تھا اور پرندوں کو اللہ تعالی کے حکم سے دوبارہ زندہ کیا گیا تھا۔
4. غامدی صاحب پاوں سے زمین کو مار کر چشمے کا جاری ہونا اور اس میں حضرت ایوبؑ کے لیے شفا کے پانے کے معترف ہیں۔
5. غامدی صاحب معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام میں جمہور مفسرین کے تشریح سے متفق نظر آتے ہیں۔
6. غامدی صاحب کی تفسیر پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یونسؑ کو مچھلی نے سمو لیا تھا۔چنانچہ لکھتے ہیں: سمندر میں ایک مچھلی نے آپؑ کو نگل لیا تھا۔یہ غالبا کوئی وہیل مچھلی تھی، کیونکہ اسی قسم کی مچھلی انسان کو سمو سکتی ہے۔
7. غامدی صاحب کی نظر میں حضرت سلیمانؑ نے ایسے بادبانی جہاز بنائے جو ہندوستان اور مغربی جزائر تک سفر کرتے تھے۔غامدی صاحب کے نزدیک اس زمانے میں سمندری ہواؤں کو کنٹرول کرنے کا ذریعہ بادبان ہی تھے۔جس پر سلیمانؑ کو کنٹرول حاصل تھا۔جبکہ باقی معجزات میں آپ کی رائے جمہور مفسرین کی رائے سے متفق نظر آتی ہے۔
8. غامدی صاحب کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد زکریاؑ فعل کو خرق عادت لیتے ہیں۔یعنی اس سے پہلے کوئی بچہ اس طرح کے بوڑھے باپ اور بانجھ ماں کو نہیں دیا گیا۔غامدی صاحب اس لیے یہ عام قانون سے ہٹ کر ہر لحاظ سے بے نظیر فرزند تصور کرتے ہیں۔
9. غامدی صاحب پیدائش عیسیٰؑ اور دیگر معجزات کو بطور خرق عادت لیتے ہیں لیکن وفات عیسیٰؑ میں جمہور مفسرین سے اختلاف رکھتے نظر آتے ہیں۔لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں جو کچھ میں قرآن سے جان سکا ہوں تو قرآن کہتا ہے کہ ان کی روح قبض کی گئی اور فورا بعد اس کا جسم اٹھالیا گیا تھا کہ یہود بے حرمتی نہ کرسکے۔ میرے خیال میں یہ منصب اور رسالت کا ناگزیر تقاضا تھا۔اگر عیسیٰؑ کو واپس آنا ہے تو پھر یہ خاموشی کیسی ہے۔قرآن میں اس کا ذکر کیوں نہیں ملتا۔
10. غامدی صاحب واقعہ معراج کو جسمانی نہیں مانتے۔غامدی صاحب لفظ رویا سے استدلال پکڑتے ہیں کہ یہ سفر صرف روح کا تھا، کیونکہ رویہ صادقہ مغالطے سے پاک ہوتی ہے آنکھ ایک محدود دائرے میں دیکھ سکتی ہے لیکن رویا بیک وقت نہایت وسیع دائرے پر محیط ہو جاتی ہے، جبکہ آنکھ حقائق اور معانی کے مشاہدے سے قاصر ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1ماہنامہ اشراق کا آغاز 1985 سے ہوا۔1985 تک یہ ایک سلسلہء منشورات کے طریقے پر شائع ہوتا رہا۔اس کے بعد اسے باقاعدہ ڈیکلریشن مل گیا۔ چنانچہ گزشتہ 37 سال سے یہ رسالہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔اس کے اہم کالم یہ ہیں۔ قرآنیات، معارف نبوی، دین و دانش، نقد و نظر، نقطہء نظر، حالات و وقائع، تبصرہ، کتب وغیرہ۔

2المورد پاکستانی تحقیقی ادارہ ہے۔اس ادارے کو جاوید احمد غامدی نے 1983 کو قائم کیا تھا۔ ن کی سرپرستی اور ان کے احباب کے غیر معمولی تعاون سے یہ مسلسل سر گرمِ عمل ہے۔

3راغب اصفہانی، مفردات القرآن، ج1، ص547

4الفیروزابادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، : (ع ج ز) ج2، ص188

5قرآن کریم میں معجزہ کا لفظ تین طرح میں استعمال ہوا ہے۔(1) معجز (سورۃ الاحقاف 32) : عاجز بنانے والا، ہرانے والا، اعجاز سے اسم فاعل واحد مزکر،

(2) معجزی (سورۃ التوبہ 2) : عاجز بنانے والا، اصل میں معجزین تھا اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہوا، (3) معجزین : (سورۃ الانعام 134) عاجز بنانے والا، معجز کی جمع بحالت نصب وجر۔

6المائدہ: 31

7قصص القرآن، سیوہاروی، جلد1، ص101

8الاعراف: 73

9ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیّ، تفسیر القرطبی، دار الکتب المصریہ، القاہرۃ، الطبعۃ الثانیۃ، 1384ھ، ج17، ص140

10 قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشن، لاہور، ج4، ص163

11البیان، ج2، ص178

12الشعراء: 155

13البیان، ج3، ص523

14البیان، ج3، ص300

15البیان، ج3، ص301

16البیان، ج1، ص288

17البیان، ج1، ص287

18البیان، ج2، ص561-562

19البیان،ج2، ص564

20البیان،ج3، ص307

21ص:42

22البیان،ج4، ص310

23البیان،ج4، ص310

24البیان،ج3، ص218

25البان،ج2، ص196

26البیان،ج3، ص246

27البیان،ج2، ص230

28البیان،ج4، ص284

29البیان،ج4، ص286

30البیان،ج4، ص286

31البیان،ج3، ص306

32البیان،ج3، ص307

33البیان،ج4، ص307

34البیان،ج4، ص،185،184

35ال عمران:3

36البیان،ج3، ص170

37البیان،ج1، ص347

38 تفسیر البیان،ج3، ص177

39البیان،ج3، ص182

40البیان،ج1، ص359

41جاوید، غامدی، میزان، طبع پنجم، شرکت پرنٹینگ پریس لاہور، دسمبر2009،احوال قیامت، ص178

42البیان، جلد5، صفحہ 82

43البیان، جلد3، صفحہ 62

44البیان، جلد3، صفحہ 94